رجسٹرڈ نمبر اے ۱۴۲۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ اُردوئے معلّیٰ

کانپور

مرتبہ: سید فضل الحسن حسرت موہانی بی۔اے

نمبر ۱ | بابت جنوری سنہ ۱۹۲۷ء | جلد ۱۸

فہرست مضامین

منشی احمد علی نے اپنے

احمد المطابع واقع کانپور میں چھاپا

اور

حسرت موہانی نے

دفتر اردوئے معلّیٰ کانپور سے شائع کیا

قیمت سالانہ للعہ

قیمت فی پرچہ ۸ر

رسالہ اردوئے معلی کانپور

یعنی حسرت موہانی کا وہ مشہور ماہوار رسالہ جو علیگڈھ سے ۱۰ سال (یعنی سنہ ۱۹۰۳ء سے ۱۹۱۳ء) تک نکلتا رہا اور جسنے دنیا کے ادب و سیاست مین انقلاب پیدا کر دیا اب جنوری ۱۹۲۵ء سے دوبارہ کانپور سے نکلنا شروع ہوا ہے حجم ۴۸ جز قیمت سالانہ معہ محصولڈاک عہ نمونہ ۳ / فی پرچہ -

جلد رسالہ اردوئے معلی کانپور مکمل بابت سنہ ۱۹۲۵ء دو روپیہ چار آنہ (عہ)

جلد رسالہ اردوئے معلی مکمل بابت سنہ ۲۶ء دو روپیہ (عہ)

دیوان غالب اردو مع شرح حسرت موہانی | دیوان غالب کی مشہور شرح جسکا پانچوان اڈیشن حال ہی مین چھپکر تیار ہوا ہے مع مقدمہ مفید مشتمل بر حالات غالب و تنقید کلام غالب قیمت فی جلد عہ

انتخاب دیوان حسرت مع ترجمہ انگریزی و مقدمہ | یعنی حسرت موہانی کے دواوین حصہ اول و دوم و سوم و چہارم کا مکمل انتخاب اردو غزل کے بعد اسکا انگریزی ترجمہ بھی دیکھنے کی چیز ہے مترجمہ چودہری رحم علی ہاشمی بی - اے سابق اڈیٹر انڈی پنڈنٹ چھاپا ٹائپ قیمت عہ

کلیات حسرت موہانی (یعنی مجموعہ دواوین حسرت از حصہ اول تا حصہ دہم مکمل و مجلد ہے

دیوان حسرت حصہ اول (یعنی دیوان حسرت حصہ اول و دوم و سوم و چہارم کا انتخاب ۸ /

دیوان حسرت حصہ دوم (یعنی دیوان حسرت حصہ پنجم ششم ہفتم ہشتم نہم و دہم کا انتخاب ۶ /

یادگار رفتہ انتخاب دیوان حکیم عبد الہادی خان مرحوم موہانی ۵ / — دیوان گستاخ کرامت اللہ خانصاحب مرحوم گستاخ رامپوری ۲ /

دیوان میر حسن صاحب مثنوی مشہور مرتبہ حسرت موہانی ۵ / — دیوان شاہ حاتم مرتبہ حسرت موہانی ۶ /

دیوان جرأت " ۵ / — دیوان قائم چاندپوری " ۲ /

مجموعہ یعنی مثنوی سراپا موسومہ اختر اسرار محبت نواب محبت خان مثنوی طلعت الشمس شمس لکھنوی معہ حالات اختر و محبت و شمس ۴ /

مولود مصطفوی از مولوی سید آل حسن مرحوم موہانی ۴ / — رسالہ تنقیح العبادت مع حالات مصنف ۶ /

شہادت نامہ سید الشہدا " ۳ / — انوار العیون فی اسرار المکنون ملفوظات و حالات

رسالہ وحدت وجود " ۱ / — حضرت مخدوم احمد عبد الحق ردولوی ۸ /

نوٹ - ... کے ساتھ رعایت یعنی ۳۳ فیصدی کمیشن علاوہ محصولڈاک -

المشتہر منیجر رسالہ اردوئے معلی بذریعہ حسرت موہانی کانپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اربابِ سخن

اس نام سے ہم شعرائے اُردو کا ایک جامع و مستند تذکرہ لکھنا چاہتے ہین جسکے مفصلہ ذیل پانچ حصے قرار دیئے گئے ہین

(۱) حصۂ اوّل سلاسل شعرائے اُردو جسمین شعرائے اُردو کی ترتیب و تقسیم انکے سلسلۂ شاعری کی اعتبار سے درج کیجائیگی جسکے دیکھنے سے بیک نظر معلوم ہوسکے گا کہ کس شاعر کو کس خاندان سے تعلق ہے۔

(۲) حصۂ دوم فہرست شعرائے اُردو جسمین مذکورۂ بالا سلاسل سے جملہ اُردو شاعرون کی ایک مکمل فہرست بقید نام و نشان مرتب کردی جائے گی۔

(۳) حصۂ سوم تذکرۂ شعرائے اُردو جسمین تمام قابل ذکر شعرائے اُردو کا حال مع انتخاب کلام درج کیا جائیگا۔

(۴) حصۂ چہارم طبقات شعرائے اُردو جسمین اُردو زبان کے جملہ مشہور اور صاحب دیوان اساتذہ کی تقسیم ان کے زمانۂ شاعری کے لحاظ سے مفصلۂ ذیل سات طبقون مین کی جائے گی۔

طبقۂ اول از ابتدا سے تا ۱۱۵۰ھ - طبقۂ دوم از ۱۱۵۱ھ تا ۱۲۰۰ھ طبقۂ سوم از ۱۲۰۱ھ تا ۱۲۴۰ھ طبقۂ چہارم از ۱۲۴۱ھ تا ۱۲۷۰ھ طبقۂ پنجم از ۱۲۷۱ھ تا ۱۳۰۰ھ طبقۂ ششم از ۱۳۰۱ھ تا ۱۳۳۰ھ طبقۂ ہفتم از ۱۳۳۱ھ (دورِ حاضر) -

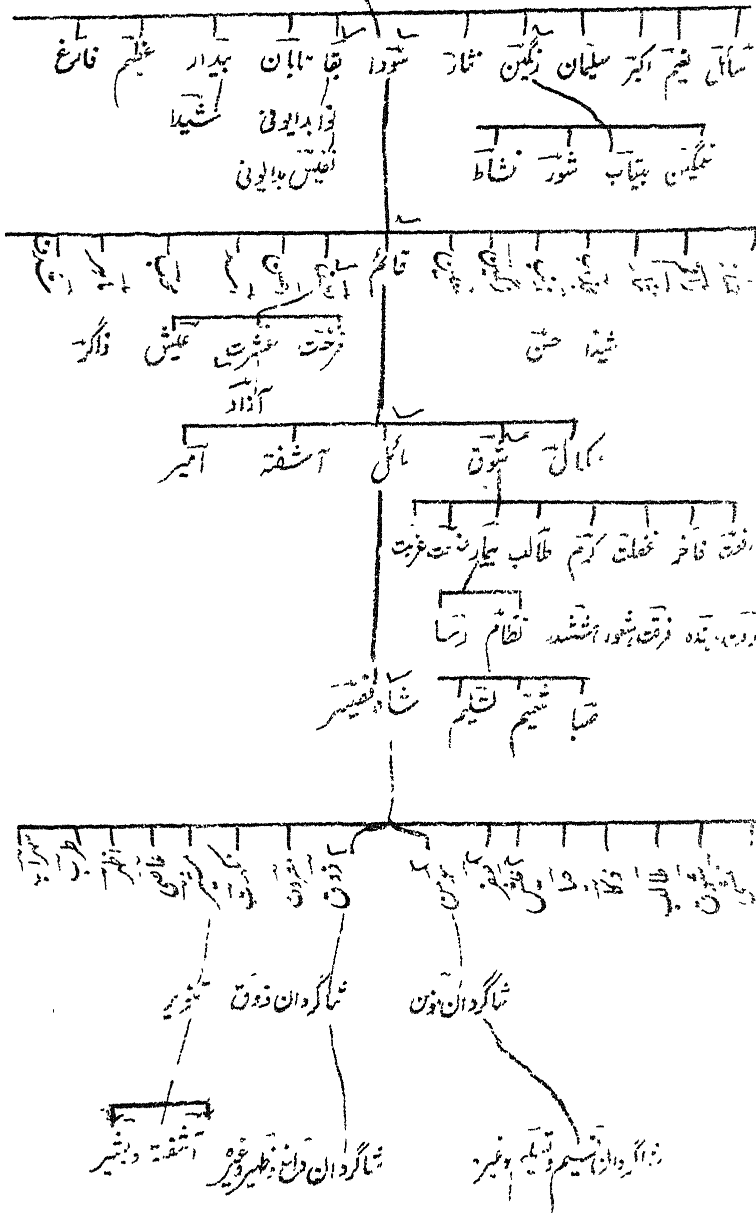
(۵) حصۂ پنجم مربیان شعرائے اُردو - جسمین شاہان و امرائے دہلی و اودھ اور نوابان و امرائے مرشدآباد - عظیم آباد - حیدرآباد - رامپور - بھوپال - ٹونک - بنارس - کدورہ - فرخ آباد و باندا وغیرہ مین سے اُن سب کا حال درج کیا جائے گا جو خود شاعر تھے اور جنہون نے اپنے زمانے کے مشاہیر سخن کی مربی گری کی تہی -

حصۂ اوّل سلاسل شعرائے اُردو

اس حصے مین مندرجۂ ذیل سلاسل شعرا کا نقشہ درج کیا جائیگا

(۱) سلسلۂ شاہ حاتم تا شاہ نصیر و شاگردان شاہ نصیر (باستثنائے ذوق و مومن) (۲) سلسلۂ ذوق و شاگردان ذوق تا شاگردان داغ و ظہیر (۳) سلسلۂ مومن و شاگردان مومن تا نسیم و تسلیم و شاگردان تسلیم (۴) سلسلۂ مظہر جانجانان (۵) سلسلۂ میر تقی میر (۶) سلسلۂ خواجہ میر درد (۷) سلسلۂ میر سوز (۸) سلسلۂ حسرت و جرأت و شاگردان جرأت (۹) سلسلۂ مصحفی و شاگردان مصحفی (۱۰) سلسلۂ آتش و صبا و شاگردان آتش و صبا وغیرہ (۱۱) سلسلۂ اسیر و شاگردان اسیر و امیر (۱۲) سلسلۂ ناسخ و شاگردان ناسخ باستثنائے وزیر و رشک و برق (۱۳) سلاسل وزیر و رشک و برق (۱۴) سلسلۂ غالب (۱۵) اساتذہ متفرق صاحب دیوان -

سلسلۂ شاہ حاتم



سلسلہ مومن دہلوی

شیفتہ تسکین وحشت سکین نسیم قلق یاس بیتاب کرم موجد

فدا رنگی برق عسکری گمنام

کمال صبر انجم خیالی اصغر حسرت دہلوی آفسر شوق عرش ناوق تمنا

شفیق ممتاز بشیر زبیر

سلسلہ ذوق دہلوی

دارا آزاد انور داغ ظہیر مذاق

ناقب جادو مضطر پیر رونق

مائل

اقبال کمال عزیز دکنی جالب بیداد اران آصف احسن

حضور جگر

(۴) سلسلہ مرزا مظہر جانجاناں

یقین، حسرت، بیان، حزیں، قدرت، خاکسار

حزیں: شورش

(۵) سلسلہ میر تقی میر دہلوی

محسن، فیض، عمانی، خادم، وحشت، نثار، راسخ، تجلی، ضیا، کلیم، عشق، شکیبا، مظفر، پشنہ، مجنون، صفا، مشتاق

راسخ: ولی، محزون، یاس

ضیا: میر حسن

میر حسن: خلق، نادر

(۶) سلسلۂ خواجہ میر درد

ثنا، طپش، فراق، ہدایت، اثر، رنج، شاعر

فراق: عشق، طپاں، قاسم

طپاں: علی

(۷) سلسلہ میر سوز

زاع، ند، ترق، نوازش، افسوس، آشفتہ

نوازش: تلش، دانا، سرور، غمین

دانا: امانت

امانت: فصاحت، دلافت

فصاحت: امید، محبت، زندہ

دلافت: شہرت، کاظم

(۸) سلسلۂ حسرت و جرأت

سے سر پاٹکو دیوآنہ

- کاکاجی پروانہ
- جعفر علی حسرت
- حیدر علی حیران

جعفر علی حسرت:

- محبت
- تپش
- جرأت
- حسن علی
- وحشت (بہادر علی)

محبت ← عبرت ← نزہت

جرأت:

- نصرت
- جلال
- اعجاز
- معروف
- اعجاز
- عفیف
- رؤف
- داغ
- عطیف
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- رضا

جرأت:

- رویت
- ضیغم

ضیغم:

- صبر
- وحشت (ارشد علی)
- آزاد

وحشت (ارشد علی) ← شاخ

شاخ:

- منور
- نخاس
- ارشد
- قوس
- رضوان

ارشد:

- محسن
- شمس
- سعید
- عزیز
- شفیقہ

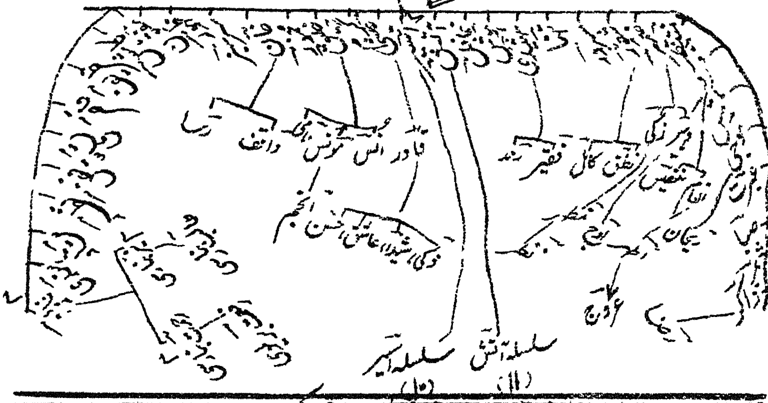
شمس ← وحشت (رضا علی)

وحشت (رضا علی):

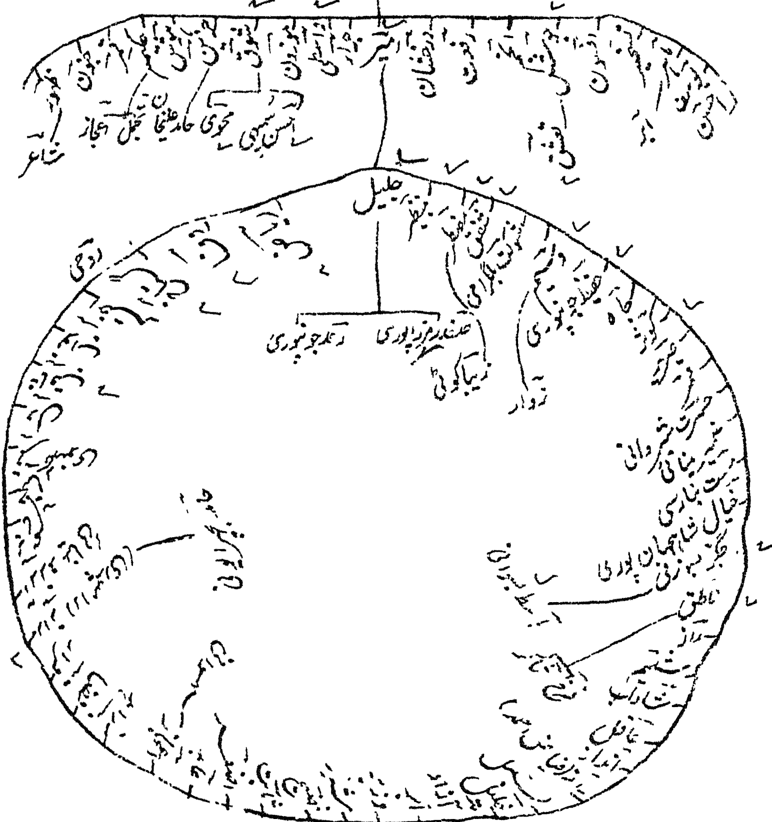
- انعام
- صولت
- نظرت



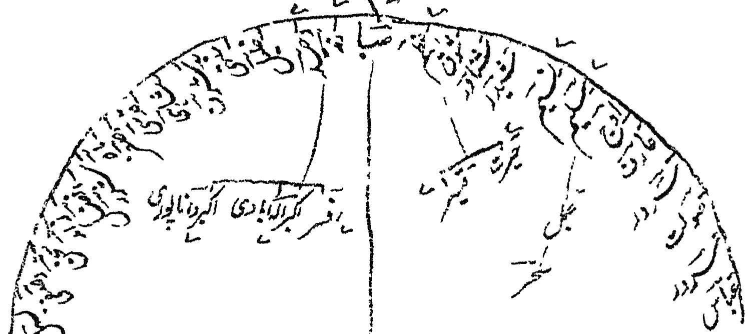
(۹) سلسلۂ مصحفی



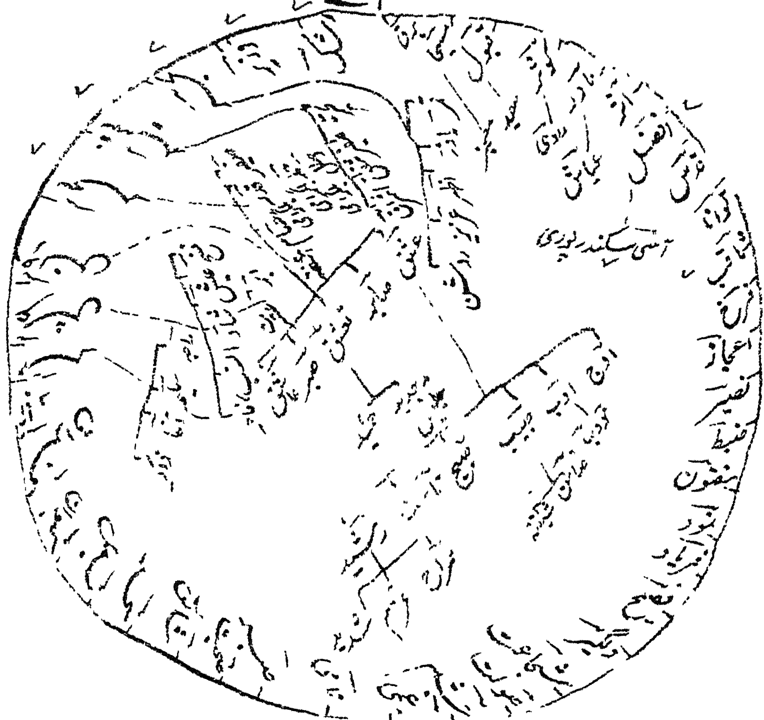
(۱۰) سلسلۂ اسیر لکھنوی



(۱۱) سلسلۂ آتش

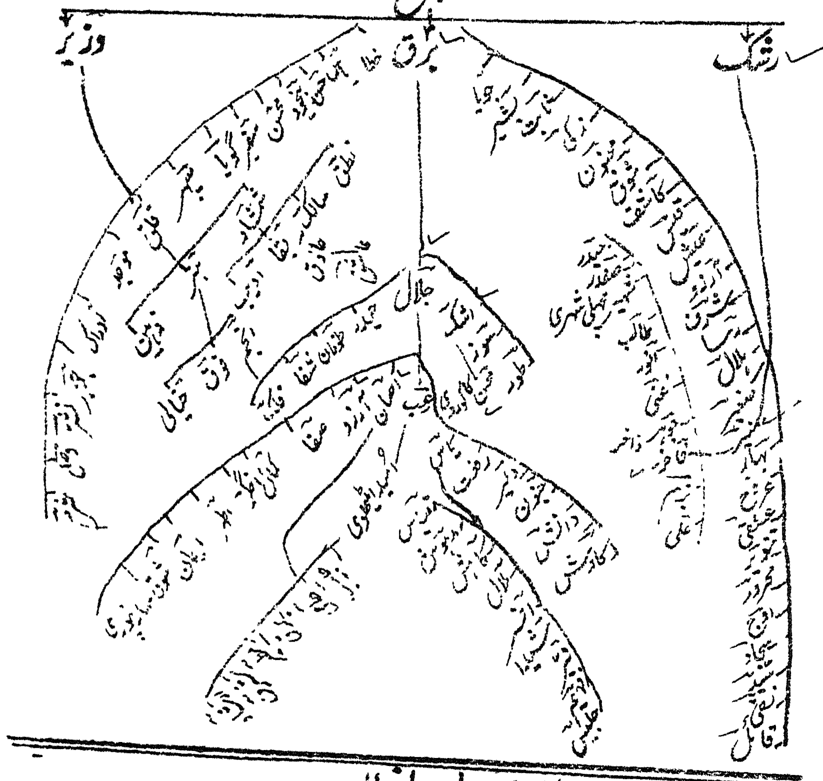


(۱۲) سلسلۂ ناسخ لکھنوی

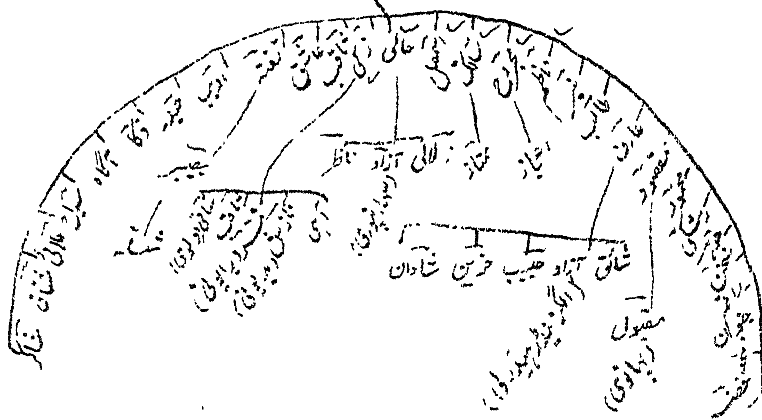


(۱۳) سلاسل برق و رشک و وزیر

ناسخ



(۱۴) سلسلۂ غالب



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب دوم معائب سخن

(۱) عیب تنافر

جب کسی شعر مین بعد ایسے لفظ متصل آجاتے ہین جنمین سے پہلے لفظ کا حرف آخر وہی ہوتا ہے جو دوسرے لفظ کا حرف اوّل ہوتا ہے تو ان دونون حرفون کے ایک ساتھ تلفظ مین ایک قسم کا ثقل اور ناگواری پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی کا نام عیب تنافر ہے۔ اس سے ہر شاعر کو حتی الامکان احتراز لازم ہے مثلاً۔

میرؔ ؎ آنکھون مین میری عالم سارا سیاہ ہے اب ⁂ مجکو بغیر اسکے آتا نہین نظر کچھ

؎ اُسکی چشم سیہ ہے وہ جسنے ⁂ کتنے جی مارے اک نگاہ کے بیچ

ان دونون شعرون مین سیاہ اور سیہ کی "ہ" اور ہے کی "ہ" کے باہم ملنے سے عیب تنافر کی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ دوسرے شعر مین اگر وہ کو ہے سے پہلے لکھتے اور پہلا مصرع یون ہوتا ؏ اسکی چشم سیہ وہ ہے جسنے۔ تو یہ خرابی رفع ہو سکتی تھی مگر میر اسکی عموماً پروا نہین کرتے۔

قائمؔ ؎ نام سنتے ہی اسکا کیون قائم ⁂ پھر کیا تونے اضطراب شروع

اس شعر مین اسکا کے آخر مین الف اور کیون کے شروع مین ک ہے۔ گرچہ الف دیکر نکلتا ہے اسلئے اُسکا کا کاف اور کیون کا کاف متصل ہو گئے ہین اور عیب تنافر پیدا ہو گیا ہے۔ اگرچہ اسکی صورت خفی ہے جلی نہین ہے جیسا کہ میرؔ کے شعر مین تھا۔

مصحفیؔ ؎ تھا سرخ پوش وہ گل شاید چمن کے اندر ⁂ شعلہ سا شب پھرے تھا سرو چمن کے اندر

مصحفی کے دوسرے مصرعے مین شعلہ کا ش سا کا س اور پھر شب کا ش اسطرح ایک جگہ جمع ہو گئے ہین کہ اگر کوئی شخص اس مصرعے کو جلد جلد پڑھنا چاہے تو کبھی کبھی "شعلہ شا شب" بھی اس کے منہ سے نکلنے لگے گا۔

فراسوؔ ؎ وان ہے تمہاری بزم مین مے سرخ جام سرخ ⁂ یان ہین سرشک سرخ سے آنکھین مدام سرخ

اس شعر مین دو کے بجائے تین میم ایک جگہ جمع ہین اسکو بھی عیب تنافر جلی کی مثال سمجھنا چاہیے۔

سرور کاکوروی ؎ غیر دن سے ارتباط جو رکھنا ضرور ہے ؛ پھر مجھسے اختلاط نہین کیا ضرور ہے۔

اختلاط کے ط اور نہین کی ت کا اجتماع بہی ثقل سے خالی نہین ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم آواز حروف کی یکجائی سے بہی تنافر کا عیب کم از کم بصورت خفی ضرور پیدا ہو جاتا ہے بلکہ س و ش، ق و ک، س و ص۔ ک و گ، اور ز و س کی یکجائی ہی اکثر عیب تنافر کا موجب ہو جاتی ہے۔ مثلاً

محمود لکھنوی ؎ تموز ہے مجھے بادۂ سرخوش سے جھکایا ؛ ہونے کی نہین ساقی کی امداد فراموش

صابر دہلوی ؎ پائین گر تیرے مرقع کی کچھ اوراق آنکھین ؛ سات پردون مین رکھین تنی ہین مشتاق آنکھین

ناسخ ؎ سور قص سے افزون ہے پری دستری رفتار ؛ پاؤن کی صدا لاکھ ترنم سے زیادہ

جلیل ؎ چشمۂ فیض سے دنیا ہوئی سیراب جلیل ؛ میرے حصے مین ہے عشق کا ساغر آیا

صفدر مرزاپوری ؎ کھو دیا لطف مرض مین ہے کہ تام صحت ؛ بدشگونی ہے ترے عشق کے بیمارون مین

حسرت موہانی ؎ غرض یہ تھی نہوا اہل ہوس کو میل غم حسرت ؛ نہال عشق کو ظاہر مین حق نے بے ثمر رکھا

" ؎ اسے عشق کو دکھایا ہے اک عالم حیرت ؛ کافی نہوئی وسعت میدان تمنا

ثاقب بدایونی ؎ ٹھوکرین خوب کہلائین مجھی در در کے چرخ ؛ پاؤن سے باندھ دیا رزق کے پیمانے کو

غالب ؎ اپنی گلی مین مجھکو نکر دفن بعد قتل ؛ میرے پتے سے خلق کو کیون تیرا گھر ملے

اس شعر مین ق کے ساتھ دو ک جمع ہو گئے ہین یہ عیب تنافر جلی ہے

اسیر ؎ ہجر مین شام غم آئی ہے ستانے ہمکو ؛ مدد اسے مرگ کہ گھر آ ہے بلانے ہمکو

صفدر مرزاپوری ؎ کیا نہین رنگ لیے بیٹھے ہو رخسارون مین ؛ سیکڑون پہول ہین اس رنگ کے گلزار مین

مجروح ؎ اسکی تمکین ناز سے مجروح ؛ لطف کچھ چھیڑ چھاڑ کا ہوا

شہیدی ؎ وہ وقت تو آنے دے بتا دینگے شہیدی ؛ یون آئے کسی شخص پہ مرجاتے ہین کیسے

ذوق ؎ اسے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منھ لگا ؛ چھٹتی نہین ہے منھ سے یہ کافر لگی ہوئی

آتش ؎ لب جان بخش کے قریب وہ خط ؛ شرح ہے متن زندگانی کی

ناسخ ؎ کیا اثر میری سیہ بختی کے آگے نور کا ؛ ماہ ہے اک خال رخسار شب دیجور کا

" ؎ ہر سخن گیا تہ لب پہ نالۂ جانکاہ ہے ؛ تیری فرقت مین سخن کیسا ہمارا آہ ہے۔

غالب سه قیدِ ہستی سے رہائی معلوم ؛ اشک کو بے سر و پا باندھتے ہین۔
" سه ہے دورِ قدح وجہ پریشانیٔ صہبا ؛ یکبار لگا دو خمِ مے میرے لبون سے
" سه جو نہ نقدِ داغِ دلکی کرے شعلہ پاسبانی ؛ تو فسردگی نہان ہے بکمین بے زبانی
" سه ہم سخن تیشے نے فرہاد کو شیرین سے کیا ؛ جسطرح کا کہ کسی مین ہو کمال اچھا ہے
" سه کوئی میرے دل سے پوچھے تیرے تیرِ نیمکش کو ؛ یہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا
" سه کیا بدگمان ہے مجھسے کہ آئینے مین مرے ؛ طوطی کا عکس سمجھے ہے زنگار دیکھکر
" سه ہے ناز مفلسان زرِ از دست رفتہ پر ؛ ہون گلفروشِ شوخیٔ داغِ کہن ہنوز
" سه زہر ملتا ہی نہین مجکو ستمگر ورنہ ؛ کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکون
حیرت سه تن سے سر کسکا کریگا وہ ستمگار جدا ؛ ایک دم ہاتھ سے ہوتی نہین تلوار جدا
" سه مصرعہ نکیون ہو گرم مری آہ سرد کا ؛ مضمون بندھ گیا ہے پہلو سے درد کا
" سه جو بحرِ شرم مین وہ مستِ ناز ڈوب گیا ؛ یہان سفینۂ عمرِ دراز ڈوب گیا
" سه دل جلا کر رخِ محبوب کا جلوا دیکھا ؛ ہمنے گھر پھونککے کیا خوب تماشا دیکھا
مجروح سه گو لاکھ بار ریزشِ ابرِ بہار ہو ؛ ہون شاخِ خشک مجکو امیدِ ثمر کہان
وحشت دہلوی سه مرکے بھی داغِ جگر مثلِ لالہ رنگین ہین ؛ بنہے چشمک اُس گل خوبی کی بانکپن سے مجھے
حالی سه روزِ وداع بھی شبِ ہجران سے کم نہین ؛ کچھ صبح ہی سے شامِ بلا کا ظہور تھا
نادر شاگرد ناسخ سه بارش دیدۂ تر ہمنے دکھائی جو اُسے ؛ عرقِ شرم مین کیا کیا نہ نہائی برسات
خواجہ وزیر سه پانو نی جھٹکی ہمارے اشک کے سیلاب سے ؛ رات کو روئے جو ہم اک بہ لقا کے واسطے
میر کلو عرش سه نزدیک مرگ عشق کے آزار نے کیا ؛ پرہیزِ زیست سے دلِ بیمار نے کیا
سالک دہلوی سه کچھ حالِ غیر مجھسے قسم لے اگر کہون ؛ ظالم مین وہ نہین کہ ادہر کی ادہر کہون
زکی دہلوی سه یونتو ہے ہر رند کو ساقی سے چشمِ التفات ؛ بزم مین ملتا ہے کسکو جامِ صہبا دیکھیے
ہجر لکھنوی سه تعریف لگاوٹ کی کسی اور سے رکھئے ؛ ہم اب تو فریبون مین تمہارے نہین آتے
شاد عظیم آبادی سه اپنی ناکامی کا کیا ذکر۔ مگر حشر کے دن ؛ کیا قیامت ہے کہ منھ دیکھے گی دنیا اُسکا
اشرف کمسنڈوی سه کھُل گیا قفلِ مینا سے معمائے سُرور ؛ فہم مین معنیٔ تحریرِ خطِ جام آئے

جلیل ؎ حسن کو عشق پہ ترجیح ہے شہرت مین جلیل ؛ بوئے گل مین جو ہے پروا زعنادل مین نہین

بیخود دہلوی ؎ اکیلا بزم دشمن مین اُسے چھوڑا نہین جاتا ؛ چھپا کر لیجلا ہون دل مین تنہا نہین جاتا

" ؎ غیر کی بزم مین میری تو خبر کیا لوگے ؛ ابھی اپنی ہی نہین تمکو خبر دیکھ لیا

حیات بخش رسا ؎ جبطرت دیکھئے انبوہ ہے غمخوارون کا ؛ تاک مین دم ہے ستمگر بیمارون کا

محوی لکھنوی ؎ دل پر محیط رنج و محن کی سیاہ ہے ؛ تم کیا گئے کہ کشورِ راحت تباہ ہے

شہیدی سے لیکر محوی تک کے مندرجۂ بالا اشعار مین عیب تنافر کی جو مثالین دی گئی ہین وہ خفی قسم کا ہے یعنی ایسا جسکا وجود کچھ زیادہ ناگوار نہین معلوم ہوتا۔ مگر اسکا یہ مطلب نہ ہونا چاہیے کہ یہ عیب عیب نہین ہے۔ ذیل مین ہم چند مثالین ایسے اشعار کی درج کرتے ہین جنمین یہ عیب خفی بظاہر محسوس نہین ہوتا مگر اُن اشعار کی اصلاح شدہ یا ترمیم شدہ صورت کو دیکھنے کے بعد اس عیب کے واقعی عیب ہونے مین کوئی شک نہین رہ جاتا۔

عبداللہ خان مہر ؎ اسدر جہ ہی ہر مرغ چمن خوف مین صیاد ؛ ہر موج رگ گل پہ ہے زنجیر کا دھوکا

مرزا نسیم مغفور نے دیوان مہر مین جسکا قلمی نسخہ راقم حروف کے پاس موجود ہے اس شعر کے پہلے مصرع کو اپنے قلم سے یون بدل دیا ہے۔ ع۔ اسدرجہ ہین سب مرغ چمن خوف مین صیاد۔ اس اصلاح سے ہر کی تکرار اور ہے ہر کا عیب تنافر دونون خرابیان دُور ہو گئین۔

شیفتہ ؎ غیر سے کب ہوا ہے ترکِ کلام ؛ باتین تم ہسے بھی بنانے لگے

تین تم کے تلفظات تم مین عیب تنافر بصورت خفی موجود ہے۔ مگر شاید بعض لوگون کو محسوس نہ ہوتا ہو۔ ان کو غور کرنا چاہیے کہ مصرعۂ ثانی یون بھی ہو سکتا ہے ع باتین ہمسے بھی تم بنانے لگے۔ اس ترمیم شدہ مصرع کو پیش نظر رکھنے کے بعد غالبًا انکو بھی یہ عیب واقعی عیب معلوم ہونے لگے گا۔

مجروح دہلوی ؎ اُس نازنین کا خواب مین آنا محال ہے ؛ اے شوقِ بے ادب تجھے یہ کیا خیال ہے

دوسرا مصرع یون بھی ہو سکتا ہے ع۔ اے شوق بے ادب یہ تجھے کیا خیال ہے۔

اس ترمیم کو دیکھنے کے بعد تجھے کی ی اور یہ کی ی کا اجتماع یقینًا معیوب معلوم ہونے لگے گا۔

ذکی ؎ خموش بزم مین بیٹھے ہو کوئی بات ہے یہ ؛ زبان تو دی ہے خدا نے تمہین وہان نہ سہی

یہان بزم مین کا عیب تنافر قابلِ التفات نہین معلوم ہوتا۔ مگر جب یہ بتا دیا جائے کہ پہلا مصرع

یون بھی ہو سکتا ہے۔ ع۔ خوش بیٹھے ہو محفل مین کوئی بات ہے یہ ۔ تو پھر اس عیب کے عیب ہونے مین کوئی شبہہ نہین رہ جاتا۔

ماہر لکھنوی ؎ ضعیف وزار ہین یہ ہم جہان فانی مین ٭ بنے ہین تارِ نظر جسم ناتوانی مین

پہلا مصرعہ یون بھی ہو سکتا ہے۔ ع۔ ضعیف وزار یہ ہین ہم جہان فانی مین۔

اس حقیقت کے معلوم ہونے کے بعد غور کیجیے کہ یہ ہم مین عیب تنافر یقیناً موجود ہے یا نہین۔

وحشت ؎ دیکھکر مجکو جو وہ حال مرا جان گئے ٭ جی کے ارمان دل بیتاب کے قربان گئے

اگر پہلا مصرع یون ہوتا۔ ع۔ دیکھکر مجکو مرا حال جو وہ جان گئے۔

تو وہ حال کا عیب تنافر بلا شبہہ دُور ہو جاتا۔

(۲) تکرار الفاظ (قبیح)

الفاظ اور حروف کی تکرار عام اس سے کہ وہ شعر کے ایک ہی مصرعے مین ہو یا دونون مین عموماً قبیح سمجھی جاتی ہے اور واقعی ہوتی بھی ہے۔ اسمین شبہہ نہین کہ بعض موقعون پر تکرار الفاظ حسین بھی ہوتی ہے جیسکا بیان اس کتاب کے تیسرے باب مین زیر عنوان محاسن سخن آئے گا انشاءاللہ تعالےٰ یہان پر صرف معیوب اور مکروہ تکرار کی مثالین درج کیجاتی ہین جن سے بچنا ہر شاعر کا فرض ہے

قائم ؎ ناصح وہ فکر کر کہ سلامت رہے جیب ٭ اور پھٹ چکا تو پھر یہ سلایا نہ جائے گا

مصحفی ؎ دن مین سو سو بار اب ہم اُن کے گھر جانے لگے ٭ منھ چھپانے وہ لگے ہم اُنپہ مرجانے لگے

میر حسن ؎ ابتدا حسن کی وہ اُسکی نئی چاہ تری ٭ ہائے کیا دن تھے حسن اور وہ زمانا کیا تھا

مخمور ؎ اُس رشکِ مہ کے آبی ڈوپٹے کے عکس نے ٭ اک آسمان تازہ زمین پر بنا دیا

اسیر ؎ سامنے یار کے کمرے کے بنایا کمرا ٭ در جو توڑا تو اُسی در کے مقابل توڑا

واضح رہے کہ یہان پہلے مصرعے مین کے کی تکرار قبیح اور اسکے برخلاف مصرعۂ ثانی مین توڑا کی تکرار حسین واقع ہوئی ہے۔

آتش ؎ شراب پینے کی کرتی ہے فصل گل تکلیف ٭ دن آتے ہین بط مے کے شکار کرنے کے

ناسخ ؎ خط کے لانے مین اگر پیکِ صبا نے دیر کی نہ ہے غضب آنے مین کیون پیکِ قضا نے دیر کی

غالب ؎ حیف اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب ٭ جسکی قسمت مین ہو عاشق کا گریبان ہونا

بعض لوگ غالباً اسی عیب کے خیال سے پہلے مصرعے مین قسمت کی جگہ قیمت پڑھتے ہین حالانکہ غالب نے دونون مصرعون مین قسمت ہی لکھا تھا جیسا کہ خود ان کے صحیح کئے ہوئے دیوان مین چھپا ہوا موجود ہے۔

غالب ؎ ہستی ہماری اپنی فنا پر دلیل ہے ؛ یان تک مٹے کہ آپ ہم اپنی قسم ہوئے

؎ جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر رفو کی ؛ لکھدیجیو یارب اُسے قسمت مین عدو کی

؎ ناکردہ گناہون کی بھی حسرت کی ملے داد ؛ یارب اگر ان کردہ گناہون کی سزا ہے

؎ ابھی آتی ہے بو بالش سے اُس کی زلف مشکین کی ؛ ہماری دید کو خواب زلیخا عار بستر ہے

اس شعر کا شمار غالب کے اچھے اشعار مین ہوتا ہے۔ اور کثرت استعمال کی بنا پر لوگون کا خیال اسکے عیب کی جانب نہین جاتا ورنہ حقیقت حال یہ ہے کہ مصرعہ اول مین حرف کی کی تکرار نہایت قبیح واقع ہوئی ہے اگر یہ مصرعہ اس طرح لکھا جاتا ؏ ابھی آتی ہے بو بالش سے اُس گیسوئے مشکین کی۔ تو یہ خرابی رفع ہو جاتی۔ گر غالب نے اس طرف توجہ نہین کی

مجروح ؎ نامہ بر نے جواب کے بدلے ؛ خط کے پرزون کو لا دیا ہمکو

سحر لکھنوی ؎ کل صبحکو وہ عاشقونکو قتل کرینگے ؛ کہدو کہ سر شام سے حاضر ہے سحر بھی

اگر پہلا مصرعہ یون ہوتا ؏ کل صبح سے عشاق کو وہ قتل کرینگے، تو عیب تکرار دور ہو جاتا۔

سالک دہلوی ؎ مجھپر ایسی جفا کی کثرت کی ؛ کہ اُسے غیر نے ملامت کی

عاشق دہلوی ؎ انکی چتون کے اشارے کو ہمین جان گئے ؛ رازدان ایک ہمین تھے ہمین پہچان گئے

اس شعر کے دوسرے مصرعے مین ہمین کی تکرار ناگوار نہین البتہ پہلے مصرعہ مین بھی ہمین کا استعمال بلاشبہہ معیوب ہے۔ اگر مطلع کا خیال نہ ہوتا۔ اور پہلا مصرعہ یون لکھا جاتا ؏ ان کی چتون کے اشارے نہ کسی نے جانے ؛ تو یہ کمزوری بھی نہ رہتی۔

حفیظ جونپوری ؎ یاد ہے پہلے پہل کی وہ ملاقات کی بات ؛ وہ مزے دن کے نہ بھولینگے نہ وہ رات کی بات

جلیل ؎ پہنچگیا سر منزل مین اک تڑپ مین جلیل ؛ جو عمر بھر مین نہ ہوتا ہوا وہ دم بھر مین

حسرت موہانی ؎ وہ بھی دل تھام کے رہجائین جو سن پائین کبھی ؛ ہے غضب انکے فقیرونکی صدا کی تاثیر

دیوان حسرت کے پہلے اڈیشن مین یہ شعر اسی طرح چھپا تھا دوسرے اڈیشن مین ؏

ع - ہے غضب اپنی فقیرانہ صدا کی تاثیر - کر دیا گیا تاکہ عیب تنافر باقی نہ رہے

(۳) ہائے مختفی کے بجائے الف کا استعمال

ترکیب فارسی کے ساتھ ہائے مختفی کی جگہ الف کا استعمال یقیناً ناجائز ہے مگر اردو شاعرون مین کم ایسے ہین جو اس بات کا لحاظ رکھتے ہون اور ان سے اس غلطی کا ارتکاب نہوتا ہو مثلاً حسرت استاد جرأت سہ چلا وہ شوخ عین شدتِ گریہ مین رخصت ہو ۞ مری آنکھون مین ٹک اشکون کو تھم جانے نہ دیا پہلا مصرعہ پڑھنے مین یون آتا ہے - ع چلا وہ شوخ عین شدتِ گریا مین رخصت ہو - گریہ کے بجائے گریا غلط ہے -

جرأت سہ جو دل نو حشت زدہ پھرتا تھا آوارہ پڑا ۞ سنتے ہین جرم محبت پر وہ کل مارا پڑا

تنہا لفظ آوارہ کا قافیہ مارا کے ساتھ جیسا کہ جرأت کے اس شعر مین ہی جائز سمجھا جاتا ہے لیکن اضافت یا ترکیب فارسی کے ساتھ آوارہ کا لفظ آوارا کے طور پر کرنا کسی طرح صحیح نہین یہی حال لفظ نظارہ کا ہے کہ تنہا اسکا قافیہ گوارا کے ساتھ ہو سکتا ہے مگر اضافت فارسی کے ساتھ نہین ہو سکتا - جیسا کہ مسرور کاکوروی کے اس شعر مین ہے -

مسرور سہ رکھنا تو نیچی آنکھ گوارا نہین ہمین ۞ پر کیا کرین کہ حکم نظارا نہین ہمین

بلکہ بعض بعض موقعون پر تو بلا اضافت تنہا لفظ زیادہ کا بھی تلفظ بطور زیادا اچھا نہین معلوم ہوتا - مثلاً

چھوٹو دہلوی سہ کھل گئی سب تری باتون سے شرارت تیری ۞ شوخ تجھسے بھی زیادہ ہے طبیعت تیری

اس شعر کا دوسرا مصرعہ اگر یون ہوتا ع شوخ تجھسے بھی کہیں بڑھکے طبیعت تیری - تو بہتر ہوتا ذیل مین متقدمین متوسطین اور متاخرین غرضکہ ہر عہد کے شعرائے اردو کا کلام بطور مثال درج کیا جاتا ہے - جس سے معلوم ہوگا کہ اس باب مین احتیاط سے بہت کم لوگون نے کام لیا ہے - ملاحظہ ہو -

حسرت سہ ہرآن ہے مژگان پر لخت جگر تازہ ۞ یہ نخل محبت مین آیا ثمر تازہ

عیش سہ کشت پر اور دن کی کرائے ابر تر جلوہ گری ۞ یان پھر وانہ دعا ابر رحمت انگا

رسہ رو نقین آبادیان کیا کیا چمن کی یاد ہین ۞ بوئے گل کیطرح ہم گلشن کے خانہ زاد ہین

غافل ؎ دیدۂ خونبار گر تعلیم گریہ دے اُسے ؛ شبنم گل سے ابھی پیدا ہو طوفان بہار

آتش ؎ حسن بے پردہ کا عالم جلوہ گر پاتا ہون مین ؛ دم بھڑک جاتا ہے عریان دیکھکر تلوار کو

اسیر ؎ شبنم و گل سے جنون کے جوش مین ہنتے اسیر ؛ حال گریہ کہدیا احوال خندہ کہدیا

؎ چاہئے دے در میکدہ ملک زاہد ؛ سڑک بنی کر کوئی جادۂ ثواب بنا

ناسخ ؎ ایک شب جو تیری محفل مین نہ پائے بار شمع ؛ صبح ہوتے ہوتے ہو مانند رشتہ زار شمع

غالب ؎ ہوئی ہے کسقدر ارزانی مے جلوہ ؛ کہ مست ہے ترے کوچے مین ہر در و دیوار

نسیم دہلوی ؎ سچ تو یہ ہے مرگ عاشق کے تصدق جائیے ؛ چشم مصروف نظارہ سر بہ زانوئے دوست

رشک لکھنوی ؎ جبتک رہا مین ہجر زدہ کا بنور مین ؛ آویزہ تبان کا علاقا لگا رہا

بحر لکھنوی ؎ جب کبھی تحریر وصف حسن جانانہ ہوا ؛ شمع خامہ بنگیا مکتوب پروانہ ہوا

سحر لکھنوی ؎ بتون کی ہے خداوند اشکایت ؛ یہان ہے شکر در پردہ شکایت

قمر لکھنوی ؎ روشنی میرے سیہ خانے مین رہتی ہے مدام ؛ کام آتا ہے شب تیرہ مین شعلہ آہ کا

نادر شاگرد ناسخ ؎ سب کہتی ہین کہ اُتری ہے شیشے مین پری ؛ ساغر مین جبکہ ہوتی ہے جلوہ نما شراب

ناسخ ؎ جو سنے گا تری غزل ناسخ ؛ زمزمہ سنج مرحبا ہوگا

قلق میرٹھی ؎ ربط اے پردہ نشین سب سے رہا تیرے لیے ؛ زندگی اپنی کٹی حرف اشارہ ہو کر

بیخود دہلوی ؎ ذکر تقصیر گزشتہ نہین تعزیر سے کم ؛ یہ ملاقات کی شب ہے کہ مکافات کی رات

؎ گھلا کر پھر وہی صورت بنا دی جوش گریہ نے ؛ بھرا تھا اک ذرا پانی ترے بیمار الفت پر

نظم طباطبائی ؎ پادشاہی تھی گدائی در میخانہ کی ؛ کہ سلیمان کی طرح لیکے اُڑا ہوش مجھے

صفی لکھنوی ؎ نہین ہمدرد اگر پاس تو ہمدم ہی سہی ؛ کوئی اندوہ ربا ہے دل دیوانہ ہو

؎ دم پرواز ہو آزاد خیالی پہ نظر ؛ نہین نہ جائے جو کہین دام تہ دانہ ہو

حفیظ جونپوری ؎ کیا غزل کہتے ہو استاد حفیظ ؛ ختم رنگ عاشقانہ ہوگیا

ضمیم بلند شہری ؎ دعائین دین شب وعدہ جو تو سنگار کرے ؛ خدا دو چند ترے حسن کی بہار کرے

یاس لکھنوی ؎ تصور لالہ و گل کا خزان مین بھی نہین مٹتا ؛ نگاہ شوق وابستہ ہے ابتک نقش باطل سے

ثاقب بدایونی ؎ لی اُڑی خانہ بدوشی کی ہوا ؛ جب ٹھکانے کا زمانہ آگیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب دیوان غضنفر شاگرد رشید جرأت

نزع مین بھی کچھ نہ آنے کا اشارا کر گیا
صاف وہ بیدید آخر کو کنارا کر گیا

داغ دل اس حسن سے چمکا کہ جسکی رات کو
دور سے آکر زیارت ہر ستارا کر گیا

حال دل کہنے کی بھی طاقت نہین اب ہمکو
کیا کہین کیا حال وہ ظالم ہمارا کر گیا

ایک مجھسے ہوکے ناخوش اٹھگیا محفل سے وہ
اور جو تھے کچھ نہ کچھ سب سے مدارا کر گیا

کیا کہون کیا جی پہ گذری بعد رخصت جب وہ شوخ
جاتے جاتے اک نگہ مڑکر دوبارا کر گیا

جان بلب عاشق کو تنہا چھوڑکر ظالم گیا
اپنے بیچارے کا وہ کچھ بھی نہ چارا کر گیا

تھی مقدر اسکی آمد شد کبھی گھر مین ترے
یہ جو حسرت سے ترے در کا نظارا کر گیا

رات تک پردے مین تھا اپنا اور اسکا ارتباط
آج دن کو آکے سب مین آشکارا کر گیا

جی سے جو مایوس گذرا ہے اسی امید پر
قبر پر اسکی نہ تو گاہے گزارا کر گیا

نام سے جس مرنیوالے کے تمہین اب تک ہے ننگ
سچ تو یہ ہے نام وہ سب مین تمہارا کر گیا

تھی زبان بیمار کی تیرے جو وقت نزع بند
تو دم مردن کچھ آنکھون مین اشارا کر گیا

کچھ غضنفر کی نہ مانی بات اس بیدرد نے
منتین کیا کیا نہ آکر وہ بچارہ کر گیا

دل لیکے ذرا تم بھی رکھو دھیان کسیکا
جاوےگا نہین مفت مین جی جان کسیکا

آغاز محبت ہی مین دنیا سے اٹھے ہم
صد شکر اٹھایا نہ کچھ احسان کسیکا

حیرت ہے کہ اس ڈھب مین رہے سیکڑون ہشیار
لیکن ہوا وہ بت نہ نادان کسیکا

لطف اسکا نہ کچھ پوچھو کہ قاتل ہوئے پر رات
کیا قہر تھا ہونا وہ پشیمان کسیکا

اس خانہ نشینی کے عوض چرخ ستمگار
اے کاش کہ کرتا ہمین دربان کسیکا

جی تن سے ہزارون کے تری کوچے مین نکلے
پر دل سے نہ نکلا کوئی ارمان کسیکا

ہم گھر مین جو اک دم کے ہین مہمان غضنفر
شاید کہ ہو آج وہ مہمان کسیکا

ممکن ہی نہین وصال اس کا
بس چھوڑ دلا خیال اس کا

کیا قہر ہے جس سے لگ گیا دل — ملنا ہے بہت محال اُس کا
عیسیٰ نے دیا جواب تو کیا — تم رو نہ کرو سوال اُس کا
جس عشق کی ابتدا غضب ہے — دیکھیں کیا ہو مآل اُس کا
کس حال میں ہے ترا غضنفر — ٹک تو بھی تو دیکھ حال اُسکا

قبر پر تم گہ و بے گاہ گزارا کرنا — بعد مرنے کے تو کہنا یہ ہمارا کرنا
چل بسا آج وہ، تھی جس سے رکاوٹ تمکو — اب کھلے بندوں ہر اک جا پہ سدھارا کرنا
دم رخصت وہ جو کچھ گذری سو گذری لیکن — پھر تھا مڑ کے نگہ اُس کا دوبارا کرنا
شب تنہائی میں رو رو کے ہمیں دل کے حضور — شام سے صبح تلک ذکر تمہارا کرنا
یاد کر لیجیو اُس اپنے بلا گرداں کو — سر سے اپنے کبھی صدقہ جو اُتارا کرنا
دیکھنے کو ترے بیمار کے لوگ آئے ہیں — ایسے میں آ کے ذرا تو بھی نظارا کرنا
اُس پری سے جو کہا بزم میں میں آنکھ بچا — کر نظر میں ہے یہ ایسا کو اشارا کرنا
(ق) تو کسی اور سے ہو کر وہ مخاطب بولا — ایسے دیوانے سے لازم ہے کنارا کرنا
جاتے جاتے یہ تسلی کو مری مڑ کے کہا — یوں شب ہجر میں اوقات گزارا کرنا
(ق) بستر غم پہ پڑے منہ کو لپیٹے چپکے — کر کے بند آنکھوں کو بس دھیان ہمارا کرنا
کل لگے کہنے غضنفر سے مجھے بدنام نہ کر — چھوڑ دے نام مرا لیکے پکارا کرنا

شکوا کروں آہ کیا کسیکا — کوئی نہیں آشنا کسیکا
بگڑی جو نہیں رات اُسکی چتون — کچھ حال عجب بنا کسیکا
ہے اپنی غرض اُسے مقدم — گو فوت ہو مدعا کسیکا
سو باتیں لپیٹ میں وہ بولا — قاصد نے جو خط دیا کسیکا
کل اُن سے کسی نے اتفاقاً — مذکور جو نہیں کیا کسیکا
تو بولے وہ کس ادا سے سُنکر — غم کھائے مری بلا کسیکا
پڑھ اور غزل وہ اے غضنفر — ہو جس میں کہ ماجرا کسیکا

مذکور جو رات تھا کسیکا — کچھ ہوش نہ تھا بجا کسیکا

جی تن سے جدا جو ہو تو ہووے
پر یار سے ہو جدا کسیکا

افزون ہوئی اور بیقراری
غم آنے کا جو سنا کسیکا

وان ہووے گذر ترا تو پیغام
یہ کہیو تو اے صبا کسیکا

صدمے سے فراق کے تمہارے
ہے حال بہت برا کسیکا

اچھی نہین آہ اس قدر ہٹ
مانا بھی کرو کہا کسیکا

محتاج کسیکو اے غضنفر
ہرگز نہ کرے خدا کسیکا

شب کو تم پاس مناسب نہین رہنا میرا
دن کو بہتر ہے اگر مان لو کہنا میرا

بات تکرار سخن پر وہ عجب ناز کے ساتھ
مجھسے کہتا تھا تمہین مان لو کہنا میرا

کچھ سمجھکر وہ ہوا دل مین قیامت نادم
رائگان تو نہ گیا ظلم کا سہنا میرا

شب خفا ہوکے مری دست درازی سے کہا
تو ہی اب گوندھ بھی توڑا ہے جو گہنا میرا

جس سے کی دوستی وہ دشمن جانی نکلا
اے غضنفر ہے عجب وضع کا لہنا میرا

تا دم زیست نہ اُس شوخ کا در چھوڑونگا
آخر اک روز مین اپنا اُسے کر چھوڑونگا

داغ فرقت دیئے جاتے ہو تو اچھا جاؤ
مین کلیجے سے لگا کر اُسے دھر چھوڑونگا

جب تلک اُسکے بھی دو چار نہ آنسو نکلین
آہ رونا نہ مین اے دیدۂ تر چھوڑونگا

در پہ وحشت مری دیکھ اُسنے کہا ہوکے تنگ
اسکے ہاتھون سے مین اک روز یہ گھر چھوڑونگا

یون تو چھوڑونگا نہ مین آہ و فغان اے ناصح
کرکے عالم کے تئین زیر و زبر چھوڑونگا

دیکے دھوکا مجھے اب کے تو غضنفر وہ گیا
کیا مین ناداں ہون جو یون بار دگر چھوڑونگا

بنگیا یار کے جاتے ہی یہ گھر کا نقشا
کہ نظر آگیا گھر بیٹھے سفر کا نقشا

بستر غم پہ گذر جائے ہے مرنے کا خیال
یاد آتا ہے جب اُس راہ گزر کا نقشا

جون چلا جائے کوئی آتش سوزان کے قریب
ہے یہ اب دل کی حرارت سے جگر کا نقشا

کیسے گھبرا کے وہ گھر جانے کو تیار ہوئے
دیکھا بیڈول جو اس دیدۂ تر کا نقشا

فوج غم نے مرے دل کا کیا آتے ہی یہ رنگ
جو ہو مدت مین کسی راہگذر کا نقشا

دیکھ آئینہ مین منھ بولے وہ بیساختہ یون
آئے خوش کیونکر بھلا ہمکو قمر کا نقشا

آہ دنیا کا مرقع تو ہے الٹا بالکل
پر دکھائی نہ دیا کوئی اثر کا نقشا

غالباً مرگ ہی آئی ہے اب اپنی کہ جو آہ
نظر آتا نہیں تصویر سحر کا نقشا

ضعف سے بیٹھے ہیں لاچار غضنفر حیران
ہے تصور میں جو اس راہگذر کا نقشا

بیٹھے ہیں عید کو سب یار بغل میں لیکر
بیٹھیں ہم کیا دل بیمار بغل میں لیکر

کشتۂ ناز فقط اس پہ ہیں نازاں جی میں
کہ نکلتا ہے وہ تلوار بغل میں لیکر

سو خرابی سے اٹھا کر ترے بیمار کو آہ
سرنگوں بیٹھے ہیں غمخوار بغل میں لیکر

روئے ہم اسکی تمنائے ہم آغوشی میں
دل مایوس کو ناچار بغل میں لیکر

بدگمانی سے ہیں بیٹھے اسکے تب یہ سوچ
بیٹھے ہونگے اُسے اغیار بغل میں لیکر

مے الفت کی ترنگ آئی تو آیا دوڑا
شیشۂ مے کو وہ میخوار بغل میں لیکر

کو بکو خانہ نشینی کا ہوا اسکی چرچا
بیٹھے جو مجھ سا طرحدار بغل میں لیکر

شب تنہائی میں سو رہتے ہیں مشتاق ترے
یہ تصور کہ تجھے ہر بار بغل میں لیکر

سنکے ہم محو ہیں اسکو غضنفر ترے
دل پر داغ سے گلزار بغل میں لیکر

جا نہیں سکتے کہیں اس سے کنارا کھینچکر
کاش خنجر مارے اک دلبر وہ پیارا کھینچکر

یوں مصور سے کہا تصویر یوسف اسنے دیکھ
خوب تم لائے ہو یہ نقشہ ہمارا کھینچکر

اس سے اب کیا پاؤں پھیلاتی ہو جو بیٹھا ہو آہ
ہاتھ اپنی زندگانی سے بچارا کھینچکر

دل نے افشا کردیا راز نہان یہ کیا کیا
ہجو دی میں آہ سرد اک آشکارا کھینچکر

کھینچا پھرتا تھا آہیں گرچہ گرد اس گھر کی رات
سنگدل نے ایک پتھر بھی نہ مارا کھینچکر

دل کی حسرت بھی نکالو نوک سے تلوار کی
دمبدم کرتے ہو مجھپر کیا اشارا کھینچکر

واہ رہی بیتابئ دل میں تو قائل ہوں ترا
کیسے لے آئی اُسے گھر سے دوبارا کھینچکر

جنس دل واں یوں گنوا کر آئے ہم حسرت زدہ
جیسے آوے کوئی سوداگر خسارا کھینچکر

کوئے قاتل میں قضا ہی اپنی لکھی تھی مگر
لائی ہے قسمت جو یاں ہمکو قضارا کھینچکر

آج لو تم سب سے لا دعوی کہ روز حشر کو
ہو نہ فریادی کوئی دامن ہمارا کھینچکر

دیکھیے ہے کن حسرتوں سے منہ تری دربان کا
اپنے چشموں میں ذلت اک بچارا کھینچکر

ہے غضنفر ابتو یہ عالم کہ جبین آئی ہے   بیٹھ رہتے سارے عالم سی کنارا کھینچکر

جبا نکا کسی نے در سے جو گردن نکالکر   ششدر سا رہ گیا مین کلیجہ سنبھالکر
مانگا جو منہ سے کچھ تو کس انداز سے کہا   اس بات کا تو اور کسی سے سوال کر
ہمتو فراق یار مین سر پیٹتے ہین آہ   دلمین شب وصال کا ہر دم خیال کر
خوش طالعی اُنھون کی جو سوتے ہین چین سے   ہر رات ہاتھ یار کی گردن مین ڈال کر
خالی کہانی اُسکو غضنفر سنا نہ تو   قصّے مین درج اپنے بھی کچھ حسب حال کر

دیکھکر اُسکو جو ہو جائے ہے مضطر عاشق   چھیڑتا ہے اُسے کیا کیا وہ سمجھکر عاشق
آہ جس بزم مین جاتا ہون تو حالت مری دیکھ   سب یہ کہتے ہین کہین ہے یہ مقرر عاشق
قلق دل سے کبھی یان ہے کبھی وان آوائے   چین سے گھر مین نہ بیٹھے ہے نہ باہر عاشق
عشقبازی ہے دلا کچھ یہ ہنسی کھیل نہین   کیون عبث جان پہ کھیلے ہے تو ہو کر عاشق
شبکو اُس شوخ کے ابرو کا تصور جو بندھا   مر گیا چپکے سے اک مار کے خنجر عاشق
جو کہا مین نے کہ ہین چاہنے والے ناپید   کوئی پیدا تو کرو میرے برابر عاشق
تو وہ بولے کہ اجی کیجئے بس بس نہ گھمنڈ   ایڑیان رگڑتے ہین یان تمسے بہتر عاشق
اور پُر درد غزل ایسی ہی پڑھ بزم مین تو   اشک بھر لائین غضنفر جسے سنکر عاشق

جون رقیب اب مجھے دیکھے ہے سمجھکر عاشق   آپ آپنے پہ ہوا کیا وہ ستمگر عاشق
ٹھنڈی سانسین جو بھرین مین نے تو بولے کیا گرم   یعنی سب جانین کہین ہے یہ مقرر عاشق
دو قدم چلیو برابر مرے تابوت کے تم   تھا تمہارا نہ کوئی میرے برابر عاشق
دم شماری ہے کوئی دم جو افاقہ ہو تو پھر   گننے لگتا ہے شب ہجر مین اختر عاشق
آتش شوق سے دل ہو جو طپان سینے مین   مثل سیماب رہے کیونکہ نہ مضطر عاشق
اپنے سائے سے جو جھجکے ہے دوانون کی طرح   ہے کسی رشک پری پہ یہ غضنفر عاشق

جاتے ہین وہان سے گر کہین ہم   پھر پھر کے پھر آتے ہین وہین ہم
صد حیف کہ کنج بیکسی مین   کوئی نہین اور ہا ہین ہمین ہم
خاموشی کی مہر ہے دہن پہ   ہین حلقۂ غم مین جون نگین ہم

کیا کیا کھینچین ہین آپ کو دور
ٹک بیٹھین جو یار کے قرین ہم

دیکھ آئینہ ہمسے پوچھتے تھے یون
سچ کہیو کہ کیسے ہین حسین ہم

آیا نہ وہ شوخ اور سے گئے آہ
حسرت ہی بھرے تہ زمین ہم

تکتے رہے جانب در اے وائے
مر مر گئے بوقت واپسین ہم

قسمت مین تو ہجر ہے غضنفر
اب وہ ہے تو آپ ہین ہمنشین ہم

کیا کہین درد محبت کسی غمخوار سے ہم
سبھی کہتے ہین کہ مرتے ہین اس آزار سے ہم

اُسکے ہمسایہ کو جو ملتا نہین رہنے کو مکان
کبھی آواز تو سنتے پس دیوار سے ہم

مرض عشق نے ہمسے کئی مارے ہمدم
آہ جانبر نہین ہونے کے اس آزار سے ہم

آئینہ دیکھکے کہتا ہے وہ مغرور یہ بات
واقعی خوب ہین ہر ایک طرحدار سے ہم

بات مطلب کی وہ فی الفور سمجھ جاتا ہے
گو کہ پردے مین کہین اُس بت عیار سے ہم

انکے عاشق کو جو سولی لگے دینے تو کہا
ٹھہرو ٹک پوچھ لین کچھ اپنے گنہگار سے ہم

عقد جانے کا کیا یار نے جب بزم سے آہ
تکتے ہر ایک کا منہ رہ گئے ناچار سے ہم

رکے آنے کا جو وعدہ وہ نہ آیا شب کو
صبح بد عہدی کے شاکی ہوئے اُس یار سے ہم

(ق)

وعدہ وصل نئے سر سے وہ دیکر بولا
اب پھرنے کے نہین اپنے اس اقرار سے ہم

جی مین ہے اور غزل سنئے غضنفر تجھسے
لبکہ محظوظ ہوئے ہین ترے اشعار سے ہم

کہتے ہین پھر تسلی یہ دل زار سے ہم
لے ملا دیتے ہین اب تجھکو ترے یار سے ہم

کس پری کے یہ چھٹے ہین اب آئے ہین کہ آہ
چلتے ہین جھجکے ہوئے سایۂ دیوار سے ہم

کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے اب اپنا آزار
ہین تو چنگے بھلے پر لگتے ہین بیزار سے ہم

مرتے دم بھی نظر آئی نہ وہ صورت ہے ہے
یون نہین محروم چلے یار کے دیدار سے ہم

بوسہ مانگون تو سمجھکر مجھے سودائی سا
ہنسکے کہتے ہین منگا دینگے بازار سے ہم

بیٹھتا تھا وہ کبھی جس سے لگا کر تکیہ
سر کو ٹکراتے ہین پھر دن اُسی دیوار سے ہم

صبح اس کوچے مین اک ہار پڑا تھا باسی
دیر تک آنکھ لگائے رہے اُس ہار سے ہم

(ق)

مے پلانے پہ مصر ہونے کا موجب جو کبھی
پوچھتے لگتے ہین اُس کیفی سرشار سے ہم

تو یہ کہتا ہے غرض اور تو کیا ہے ہم کو　　پر بجد ہوتے ہین اب ایسی ہی تکرار سے ہم
(ق)
ہجر کی رات بلا سی نظر آتی ہے اک آہ　　دمبدم دیکھتے ہین چرخ کو لاچار سے ہم
صبح محشر سے ورے اسکی ہو وے گی سحر　　پہلے ہی سمجھے تھے اس رات کے آثار سے ہم
فکر کا اپنے غضنفر نظر آوے تب روپ　　پائین فرصت جو زمانے کی ٹک افکار سے ہم

کچھ دم کا بھروسا نہین ہشیار رہو تم　　اے بیخبران اس سے خبردار رہو تم
گر حضرت دل یار کی خرسندی ہے منظور　　جب تک کہ جیو زیست سے بیزار رہو تم
ظاہر ہے دعا جینے کی مانگے ہین جو غمخوار　　یعنی کہ اذیت مین گرفتار رہو تم
اس شوخ کے کوچے مین یہ پھرتی ہے منادی　　اے بیگنہان مرنے کو تیار رہو تم
کچھ تو مرے غمخوارون کو اس رات ہی کھٹکا　　آپس مین جو کہتے ہین کہ بیدار رہو تم
(ق)
مین نے جو کہا گریہ کنان کوچے مین ہون ہم　　اور چین سے سو بام پہ یون یار رہو تم
تو بولے وہ کیا ناز سے پروا نہین کیا ہے　　بیزار سے روتے پس دیوار رہو تم
ہر چند عیادت کو نہ وہ آوے غضنفر　　لیکن اسی امید مین بیمار رہو تم

بے توقع ہوئے ازبسکہ ہر اک بات سے ہم　　دست بردار ہین اب سبکی ملاقات سے ہم
جام خالی نہین دو غیر کو لبریز شراب　　کیفیت پائین سو کیا ایسی مدارات سے ہم
جو جو مذکور کیا کرتے ہین صاحب گھر مین　　جان لیتے ہین وہ سب دل کی کرامات سے ہم
وہ ملاقات گلی کوچے کی بھی اب تو چھٹی　　کیونکہ بیزار نہون موسم برسات سے ہم
دل و جان صبر و توان عقل و روان دین ایمان　　تمسے منکر نہین ہونے کے کسی بات سے ہم
جو پسند اسمین کرین آپ سو ہے آپ کی نذر　　تا بمقدور نہ چوکین گے ملاقات سے ہم
اب تو یون بیٹھے ہین خاموش غضنفر گویا　　آشنا تھے ہی نہین حرف و حکایات سے ہم

تصور مین ہو اُس سے دو بدو ہم　　کیا کرتے ہین پہرون گفتگو ہم
شب ہجران مین بیتابی کے مارے　　تڑپتے لوٹتے ہین چار سو ہم
گیا اب وہ گریبان ہی کہ جس کے　　سدا رہتے تھے مشتاق رفو ہم
کبھی دیکھی جو کل تصویر مجنون　　تو گویا بیٹھے تھے بس ہو بہو ہم

نہ آیا مرتے دم بھی وہ غضنفر   چلے دنیا سے کیا پُر آرزو ہم
نہ کاٹے کٹین اور نہ مارے مرین   نہین پر یہ عاشق تمہارے مرین
مریضون کا تیرے ہے چارہ یہی   چھٹین دکھ سے گر یہ بچارے مرین
الٰہی رہین مرتے دم چشم وا   جو فرقت مین ہم غم کے مارے مرین
کرتا ہو زبان بند بھی تو بھلا   (ق) کچھ آنکھون مین کر کے اشارے مرین
غضنفر کہا نزع مین اُسنے آپ   مرے سامنے سے کنارے مرین
کہا مین یار کے منہ سے ملا منہ   کہو تو لیلون بوسہ بولے کیا منہ
گھمنڈ اپنا کوئی اسوقت دیکھے   لگا دے یار جب ہمکو ذرا منہ
چلا جاونگا دوڑا مین دوانا   جدہر کو اپکی وحشت مین اُٹھا منہ
کھلے بندون وہ ڈیوڑھی مین کھڑا تھا   اور اُسکا اتفاقاً تھا کھلا منہ
نظر آیا جو مین اُسکو تو ہنسکر   دوپٹے مین لیا اُسنے چھپا منہ
غضنفر کہہ جواب اپنا تو آپ ہی   کہ تجھسا کہہ سکے کوئی سو کیا منہ
یہ وقت خواب وہ لیلے پھرا منہ   ابھی رکھکے تفاوت سے ذرا منہ
لڑے ہی بزم مین بھی اُسکی چتون   کہ تو نے اسطرف کو کیون کیا منہ
ابھی کھلجائین عقدے اپنے دل کے   تبسم مین جو ہو اُس گل کا وا منہ
مین اس بگڑی ہوئی چتون کے صدقے   بنانا پھر دو تین ہو کر خفا منہ
جو بوسہ مانگا تو کہتے ہین اپنا   تم آئینے مین دیکھو تو ذرا منہ
کہا غیرون نے جو کچھ منہ مین آیا   ولیکن مین تمہارا کر گیا منہ
غضنفر قدردان کوئی نہین ہے   نہین بکتا دُر سے جواہر سے ترا منہ
مین نے مانا تو مجھسے کام نہ رکھ   پر مجھے عاشقون مین نام نہ رکھ
قاصدا جو کہا ہو سو کہدے   اُسکا باقی کوئی پیام نہ رکھ
ناتوانی سے اُس گلی مین جو مین   گر پڑون ہمنشین تو تھام نہ لے
قاتل اک اور وار کر مجھپر   کام میرا تو ناتمام نہ رکھ

وہ تو لڑکا ہے اس سے ہے مجبور — گر نہ نکلے تو اُسکو نام نہ رکھ
اُسپہ گھر والون کی ہے قید دلا — کہ قدم در پہ صبح و شام نہ رکھ
کام آتا نہین کسی کے کوئی — اے غضنفر کسی سے کام نہ رکھ

کرے کسی سے وہ کیا صلح جو ہوا سے لڑے — ہوا مین آئے وہ کافر تو پھر خدا سے لڑے
کھلا کسی پہ نہ احوال انکی رنجش کا — وہ روز وصل عجب شرم سے حیا سے لڑے
مین دو بھتا ہون جو اُن سے تو دل یہ کہتا ہے — وہ آشنا نہین جو اپنے آشنا سے لڑے
جو لڑکے مجھسے وہ ناحق جھکائے شرم سے آنکھ — یہ جنگجو ہے نظر اُسکی پشت پا سے لڑے
دلا تو لڑنے کو تیار کیون ہوا ہمسے — ترے لیے تو ہم اُس شوخ بیوفا سے لڑے
وہ لڑنے کو ہی جو آئے تو خواب مین آئے — مین ان کی کیا کہون عیاری کس ادا سے لڑے
شب وصال مین رنجش جو آگئی باہم — قضا سے لگا ہم اُس شوخ بیوفا سے لڑے
کسی نے اُس سے منانے کو پھر کہا تو کہا (قتا) — بلا منا تی ہے میری ۔ مری بلا سے لڑے
گلی سے اُسکی غضنفر سحر جو آئی نسیم — بھری دماغ مین یہ بو کہ ہم ہوا سے لڑے

عبث حسن جواب دمبدم جو چڑھاؤ پہ ہے — چلا ہے گھر سے اکڑتا بڑے ہی تاؤ پہ ہے
مجھے بتا دے تو رہتا ہے کون اس گھر مین — کہ جسکے کوٹھے سے کوٹھا ترا لگاؤ پہ ہے
اُڑان گھائیان کیونکر ہمین نہ بتلا دے — کہ ہم ہین اُسکے ہوا خواہ اور وہ باؤ پہ ہے
اُٹھا کے آنکھ کے دیکھنے کی تاب ہے آہ — نشست یار اگرچہ بڑے دکھاؤ پہ ہے
ہم اُسکی بزم کی حسرت مین ہاتھ ملتے ہین — یہ جون جون سنتے ہین مجلس بڑے جماؤ پہ ہے
نہ پوچھو بحر محبت مین کچھ ہمارا حال — جو کچھ ہے آفت دریا سو اپنی ناؤ پہ ہے
غضنفر اس سے تو کر لیجو عرض حال اپنا — ابھی نہ بول کہ غصے مین ہے وہ تاؤ پہ ہے

سونا فراق یار مین خواب و خیال ہے — جب دل لگا تو آنکھ کا لگنا محال ہے
اپنا قلق تو تھا ہی پہ بیتابی سے تری — اے بیقرار دل ہمین ایذا کمال ہے
مجھ ناتوان و زار کی حالت نہ پوچھئے — جی کل سے بھی کچھ آج زیادہ نڈھال ہے
جو لیوے مرگ کو تیرے ہے مرتے دم پہ غم — یعنی تجھے بھی مرگ کا اُس کے ملال ہے

مین اور فراق مین ترے بےاختیار ہون غلط — اے بدگمان یہ کیا تجھے فاسد خیال ہے
عاشق کا خون عشق کی ملت مین واقعی — معشوق اگر کرے تو غضنفر حلال ہے

کیجو انکار ہی تو قتل کا قاتل میرے — حشر کے دن جو کرین تجھکو مقابل میرے
کھل گئی آوازے سب اُسکی مفصل خوبی — گوکہ پردے تھے کئی بیچ مین حائل میرے
جھکے سر زانو پہ عاشق کے یہ پوچھے ہے وہ شوخ — سچ کہو تم ہوئے کس واسطے مائل میرے
گو تو بیعد سے لیکن مین تجھی کو دیتا — ہوتے پہلو مین یہان لاکھ اگر دل میرے
میری ایذا کے جو رہتا ہے وہ درپے دن رات — کچھ تو اُسکو بھی ستانے سے ہے حاصل میرے
بارے صد شکر ہوس نکلی مرے ہاتھون کی — سو رہے ہوکے وہ اک رعد جو شامل میرے
جیب و داماں سے سروکار نہ تھا صبح تلک — اُسکی گردن مین جو تھے ہاتھ حمائل میرے
کہون اک اور غزل ایسی غضنفر جس سے — سارے شاعر ہون ادا بندی کے قائل میرے

پوچھے ہے سامنے منھ کرکے وہ قاتل میرے — کیون جی کچھ موقع سے مین چھیرے پہ تل میرے
مین نے سوتے مین جو چھیڑا تو یہ اُٹھکر بولے — مین نہ سونے دونگا نہ تم سوؤگے شامل میرے
ہے یہ اکراہ کہ دن عید کے بدلی پوشاک — لگ گیا وہ جو گلے سے کہین غافل میرے
دیکھکر آئینہ ماہ یہ کہتا ہے وہ شوخ — حق بجانب ہے اُنہون کے جو ہین مائل میرے
کرکے قائل اُنہین پوچھے جو غضنفر کوئی — تو یہ کہتے ہین کہ دشمن ہوئے قائل میرے

نالہ و شور و فغان تھا آہ و زاری رات تھی — کنج تنہائی مین کیا کیا بیقراری رات تھی
بیکلی سے کل نہ تھی کل شام سے لے تا سحر — ایک سی حالت دل مضطر کی ساری رات تھی
فکر دنیا و غم دین دونون بھولے تھے اُسے — اک فقط دلکو تمہاری یادگاری رات تھی
تار رونے کا نہ ٹوٹا جب تلک ٹوٹا نہ دم — شدت غم سے یہ حالت مجھپہ طاری رات تھی
بیٹھنا اُٹھنا تڑپنا و سنا سر پیٹنا — اضطراب دل سے یہ حالت ہماری رات تھی
تیرے آنے کی توقع تھی جو دلکو بعد مرگ — نا اُمیدی مین عجب امیدواری رات تھی
اُسکا اک شمہ بیان تجھسے غضنفر نے کیا — جس مصیبت سے ابھی اُس نے گزاری رات تھی

جسمین تری طلب ہو اُس جستجو کے صدقے — ہو جسمین ذکر تیرا اُس گفتگو کے صدقے

جا کے وان تو کہین کوچہٗ دلبر والے   اسطرح رادہنین اور دل مضطر والے

جانب بام بحسرت نگران ہے کوئی   نیچی نظرون سے ذرا دیکھ لے اوپر والے

زیب و زینت سے مبرا ہے سدا تیرا حسن   سادگی پر تری صدقے کئے زیور والے

دعوی دل کہین کر بیٹھے نہ بگڑ کوئی   کھول مت جوش سے گرہ زلف معنبر والے

تم بھی لوگون مین کہو سمجھا کو غضنفر میرا   جیسے کہتے ہین تمہین لوگ غضنفر والے

جس کے بن دیکھے نہین زیست کا اسلوب کوئی   بد تو کیا اسکو کہین ہم وہ نہین خوب کوئی

پاؤن پر پڑتے کے ہر اک سے یہی پوچھتے ہون   اسکے ملنے کا بتادے مجھے اسلوب کوئی

ساتھ غیرون کے تماشا کو تو دریا پہ نہ جا   وقت مین جو ڈوبا اک روز مسیحا ان ڈوبے کوئی

دیر آنے مین سفر سے جو لگی تھی تو بھلا   تم تسلی ہی کو لکھ بھیجتے مکتوب کوئی

دیکھون گر یار کی نظرون سے تو نظرون مین کھپے   ایسا ہے نہ غضنفر ہمین محبوب کوئی

جو کہتے تھے کیون ہمسے تم اکثر نہین ملتے   اب انکے دوست اپنے سے تیور نہین ملتے

شکوہ جو نہ ملنے کا کیا مین تو وہ بولے   کیا ہم ہین اجی آپ کے نوکر نہین ملتے

انسان کو کچھ حفظ مراتب بھی ہے لازم   صاحب کس و ناکس سے برابر نہین ملتے

مطلوب نہ ہاتھ آئے تو طالب کی ہے خامی   دیکھین تو بھلا ہمسے وہ کیونکر نہین ملتے

یوسف کے سے بھائی تو ہین لاکھون ہی بھلے مین   پر لاکھون مین یوسف سے برادر نہین ملتے

قاصد سے کہا پڑھ کے خط شوق ہمارا   مشتاق وہ کیسے ہین کہ آکر نہین ملتے

بے دید ہین کیا ملک عدم کے بھی مسافر   جاتے ہین تو برسون مین پھر آکر نہین ملتے

حالت مرے دلکی انہین معلوم ہے بالکل   یہ ان کی ڈھٹائی ہے جو اسپر نہین ملتے

ملنے کا جو مین عید کے دن انسے کیا قصد

کہنے لگے ہم تجھسے غضنفر نہین ملتے

قاصد اگر نہین مشتاق وہ دلبر میرا   کیون خط شوق پڑھا کرتا ہے اکثر میرا

پرسش حشر سے سوچو نہ مری قتل پہ تم   مین تو کہدونگا کہ تھا جرم سراسر میرا

یار اپنے کسی ہمراز سے کہتے تھے وہ یہ   مجھسے آزردہ ہے کچھ آج غضنفر میرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب دیوان رضا

جس روز سے طالب ہم ہین خوبان جہان کا | منظور ترا دید ہے نے دید بتان کا
ہے داغ مرے دل پہ تری عشق کا ہر دم | عاشق نہین زنہار مین ان لالہ رخان کا
جو گل ہے سو ہے عشق مین تیرے وہ قبا چاک | بلبل کے بہی موجب ہے یہی آہ و فغان کا
گرچاشنی درد تری بخشے نہ لذت | ہو ذائقہ شیرین نہ لب و کام و دہان کا
ہر خستہ جگر کو ہے مدد ذات سے تیری | ہے مونس و غمخوار تو ہی غمزدگان کا
جیتا ہے رضا ایک فقط نام کو تیرے | ورنہ جسے دیکہا سو وہ جیتا ہے نشان کا

جب ہے دل کے لینے کا ارمان لیجا | کیا مین نے تجہ پر سے قربان لیجا
لگا بیٹہا ہنستے ہوئے تیر قاتل | کہا مین نے آ اپنا پیکان لیجا
وہین ناز سے آ کے ٹہوکر لگائی | کہا دیکہہ جی مین نہ ارمان لیجا
بہلا اب چلا ہے جہان سے رضا تو | دم واپسین یہی یہ احسان لیجا

گر اس گلی مین ہووے قاصد گزار تیرا | کہیو کہ جان بلب ہے اک بیقرار تیرا
پہر تلک نہ پایا بجہ داغ سے تو خالی | ہر سنگ کے ہے دل مین مخفی شرار تیرا
سو بار اپنے جی کو تجہ پر نثار کر دے | آنا رضا کے گہر ہو گر ایک بار تیرا

تنہا نہ جلوہ گر ہے انسان مین نور تیرا | سب صورتون مین ہمنے پایا ظہور تیرا
بلبل کو خون گل مین نالون سے مین لٹا دون | اے رشک گل نہو گر پاس حضور تیرا
اک روز ڈرتے ڈرتے مین نے کہا کہ ظالم | لیویگا جی کو میرے آخر غرور تیرا
کہنے لگا کرم کی ہم پاس کیا کمی ہے | مہر و وفا مین شاید ہوگا قصور تیرا

کب ہے تیرا سا دہن غنچہ بستانی کا | رنگ تجہ لب سا کہان لعل بدخشانی کا
ملے ماہ ترا اگر کے فلک پر سے نظارا | جہپکے ہے پڑا آنکہ کو ہر ایک ستارا

انتخاب دیوان رقت

آہ میری ہے نمونہ بسم اللہ کا — بس ہے اس شیرازہ دیوان کو رشتہ آہ کا
وائے بے برگی نہین ہمراہ زاد و راحلہ — اور سفر درپیش آپہونچا عدم کی راہ کا
جو گدا اسکی گلی کا ہووے ادنے خاکسار — کیا تعجب گر کرے پیدا وہ رتبہ شاہ کا
ہم گدا اون سے لے اگر کوئی کس واسطے — جسکو دیکھا ہے سو طالب ہے مال و جاہ کا
جمع مین رکھتے تھے اک دل سو بتونکو دے چکے — اب جو رقت پاس ڈھونڈو نام ہے اللہ کا

جو شیرازہ حلق محمد نہ ہوتا — تو دیوان عالم مجلد نہ ہوتا
احد کو نہ پہچانتا کوئی ہرگز — اگر درمیان میم احمد نہ ہوتا

اسطرف جو ہاتھ سے دامن چھڑا جانے لگا — اسطرف چاک گریبان پاؤن پھیلانے لگا
آج اسکی بزم مین کچھ اور شاید گل کھلا — دلکا غنچہ جو مرے سینے مین مرجھانے لگا
مین بلائے لاکھ باری آپ آتا تھا جہان — کیا غضب ہے اب وہ ہمکو راہ دکھلانے لگا
ہوش کی اپنی خبر لے تجھکو رقت کیا ہوا — اسکے جاتے ہی تجھے کیون غش پہ غش آنے لگا

یہ ہے فرقت مین تیری زور مجھپر ناتوانی کا — کہ پہلو مارنے ہے پیری سے اب عالم جوانی کا
بہر صورت اسے ہم داستان اپنی سنا دیتے — نہین ہے شوق پر اسکو کسی قصے کہانی کا
مجھے تو اے ستمگر وعدہ فردا پہ تاسے ہے — بھروسا یان نہین ہے آج کی بھی زندگانی کا
مصور نے ازل کے فکر سے کھینچا ترا نقشہ — تری تصویر کھینچے یہ کہان مقدور مانی کا
بغیر از شمع ہے ایسے دل جلون کی قبر پہ آکر — کرے ہے کون رو رو کر ارادہ گل فشانی کا

ہاتھ اکدن اسپہ مین از رہ نسیان رکھدیا — بدگمان لوگون نے کیا کیا مجھپہ بہتان کہدیا

بمدت کے ہوا ہے یان گزارا یار کا — اشک تھم جائین تو ہم کر لین نظارا یار کا
ہو کے حیران مین نے دیکھا اسطرف اور اسطرف — بزم مین لے نام کوئی جب پکارا یار کا
مرتے مرتے اپنی آنکھین دمبدم جھپکا گیا — نزع مین یاد آیا رقت کو اشارا یار کا

جدائی مین تمہاری دلکی وحشت نے جو گھبرایا — کبھی صحرا مین جا نکلا کبھی گلیون مین پھر آیا

لگا کہنے وہ میرے دیکھکر کل اشکِ گلگوں کو　　ذرا دیکھو یہ دیوانہ تو اوہر ہی رنگ کچھ لایا
پپیہا آج کچھ کہتا پھرے ہے چار سو پی پی　　مگر کیا یہ بھی پانی چشمۂ الفت سے پی آیا
یہ رقت کا سخن کہدیجیو اُس آئینہ رو کو　　کہ ہمسے خاکساروں ہی نے ظالم تجھکو چمکایا

اکیلا کیا کرون مجھکو نہین وہ مہ جبین ملتا　　جو اتنا اُس سے کہدون چاہنے والا نہین ملتا
نہ نکلی بیٹھ اپنی قبر سے روزِ قیامت تک　　قیامت ہمپہ تھی گردہ نہ وقتِ واپسین ملتا
ملایا خاک مین فرقت نے تیری حیف رقت کو　　بھلا اے سنگدل تو کیلئے اُس سے نہین ملتا

سو لپٹ کر تو ٹک اے خانہ خراب آجکی رات　　بات رہ جائیگی ہوجائیگی خواب آجکی رات
صبح گھر جائیو کیا آتی ہے جلدی صاحب　　دم مرے سینے مین ہے پا بر کاب آجکی رات
مان لو کہنے کو رقت کے نہین آخر کار　　بات رہ جائیگی ہوجائیگی خواب آجکی رات

بلبل کو ہے گل سے کیا خلش آج　　ہر خار کرے ہے سرزنش آج
دامن نہین آستین کھینچو ن　　نکلے جو وہ میرزا منش آج

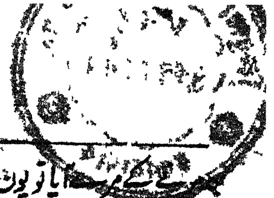
ہے خزان ہے بہار فیض آباد　　بہتر از گل ہے خار فیض آباد
الانسان دلمیہ داغ ہے جیسکر　　کہ چھٹا گلعذار فیض آباد
یہ وصیت ہے جب مرے رقت　　گاڑیو تم کنار فیض آباد

اُٹھونگا تیرے کوچے سے دامن کو جھاڑکر　　بیٹھونگا جا کہین مین گریبان کو پھاڑکر
جاتاہے میکشون کی گلی مین تو زاہدا　　ایسا ہو پلادے کوئی اُسے پچھاڑ کر
رقت نہ جمع کیجیو اسباب دنیوی　　کیا فائدہ ہے جائیگا سب چھوڑ چھاڑ کر

آتا ہے جی مین بیٹھئے سارے جہانکو چھوڑ　　اُٹھئے نہ مرتے دم تئین اُس آستانکو چھوڑ
اُس مرغ پر ہے یا ان ہے ترا ظلم باغبان　　فصلِ بہار مین جو گیا آشیانکو چھوڑ
آہ وفغان سے تیرے سبھی ہوگئے ہین تنگ　　رقت خدا کے واسطے آہ وفغانکو چھوڑ

یا تو وہ دن تھے کہ ہم وہ بیٹھتے تھے پاس پاس　　یا اب اُس گھر کے نہین پاتے ہین پھرنے آس پاس

مجھکو دکھلاتا نہ کاش ابروئے خمدار کاش　　اُسکے بدلے اک لگا لیتا مجھے تلوار کاش
آخر اٹھوانا ہی جسنے کیا تھا مجھکو قتل　　لاش اُٹھوانے مری آئے نہ ہوتے یار کاش



[illegible] آیا تو یون بولا وہ شوخ　　آج سے دن اور بھی مرتا نہ یہ بیمار کاش
جھڑ گیان کیونکر اُٹھاؤن اب وہ بدخو ہوگیا　　پہلے رقت کو کیا ہوتا نہ تمنے پیار کاش

نہ کر گھمنڈ رقیب اُس سے گر ہوا اخلاص　　کسی زمانے مین ہمسے بھی یونہی تھا اخلاص
نہین کہو تو کوئی کس سلوک پہ دل دے　　یہ پیار اور یہ محبت یہ آپ کا اخلاص
تمام خلق سے ہووےگی دشمنی مجھکو　　کرینگے آپ اگر یو نہین جابجا اخلاص

دیا اک بوسہ نہان اُسنے ہکورات وگرد دل　　سو ہم بھی یہ سمجھتے ہین حساب دوستان در دل
یہی کل بیٹھے بیٹھے جی مین آئی میرے اے رقت　(ق)　کہ مل آؤن ذرا چلکر گیا ہے جسسے نہ ل کر دل
گیا جو کوچۂ دلبر مین وان اور ہی تماشا تھا　　پڑے تھے سیکڑون اُس جا پہ خاک و خون مین مل بیدل
لگا کرنے تجسس مین تو دیکھا ایک گوشے مین　　پڑا ہیگا بصد غربت مرا بھی زار و مضطر دل
لگا حسرت سے مجھکو دیکھنے وہ اور مین اُسکو　　دلا یا گریہ برملا کر دو ما ہم گریہ سا بر دل

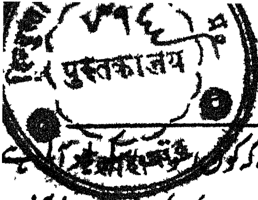
تیری بیتابی سے اے دل مجھکو آسائش نہین　　بس مرے سینے مین بھائی تری گنجائش نہین
ایک دل رکھتا تھا مین سو نذر تیری کر چکا　　دل کی کچھ سینے مین میرے روز پیدائش نہین
سینۂ پر داغ سے یہ گھر تماشا گاہ ہے　　دستۂ گل سے مری محفل کی زیبائش نہین

دوستو قصۂ دل مجھسے کہا جائے کہان　　مین تو کچھ بھی سکون پر تمسے سنا جائے کہان

کہیو قاصد کہ اُس مین حال نہین　　ایلچی کے تئین زوال نہین

جنازے والو نے چپکے قدم اُٹھائے چلو　　گلی ہے اُسکی ذرا کرتے ہائے ہائے چلو
سنے تھا قیس کہ اے محرمان محمل یار　　خدا کے واسطے ناقے کو ٹک بڑھائے چلو
کہین ہین آج مرے پاؤن پڑکے حضرت دل　　گلی مین اُسکی اگر سر تلک بھی جائے چلو
کہون مین کیونکہ اب اُس شہسوار کو یارب　　کہ ناتوان ہون نہ تازی کو یون اُڑائے چلو
تمام رات مین وعدے پہ بیقرار رہا　　نہین مین بولتا تمسے بھلے تم آئے چلو
کہے ہے جو کوئی چھوڑون کہ چلتے ہو اُس پاس　　تو منہ سے نکلے ہے بے اختیار ہائے چلو
جو عزم قتل ہے رقت کا آج سنگدل لو　　تو اپنی تیغ کو تم سنگ ہی چٹائے چلو

یہی آتا ہے جی مین پھاڑ کر اپنے گریبان کو　　نہ یار آوے نہ آوے ہم نکلجائین بیابان کو



دلِ نالاں جو لب پر لیکے اب فریاد آتا ہے — خدا جانے کہ کون [illegible] آیا ہے
خدا کے واسطے کوئی یہ اُس سے جاکے اب کہدے — ترے کوچے میں کوئی خانماں برباد آیا ہے
جو کچھ ہونی ہو سو ہو دے اُسی دل دینگے اسے رقت — جو دل لینے کی خاطر وہ ستم ایجاد آیا ہے
کہاں گل اور کہاں وہ اُسکے صیاد یہ بندی ہے — جو بلبل اُسپہ عاشق ہے تو اُسکی خود پسندی ہے
نظر جس آن کوئی بے سر و ساماں آتا ہے — مجھے یاد اپنا دلِ بے اختیار اُس آن آتا ہے
جدائی میں تمہاری کیا کہیں کیا کیا الم دیکھے — غرض تھی زندگی اپنی جو پھر آ یہ قدم دیکھے
دلا تو ساتھ اپنے لیگیا صبر و شکیبائی — یہاں میں یوں اکیلا رہگیا لے وائے تنہائی
ہوا سیلاب میرا خانۂ دل تیرے رونے سے — بھلی اے چشم تو نے اس برس برسات ٹھہرائی
بقولِ مصرعِ جرأت ترے بن دیکھ رقت کو — کوئی کہتا ہے وحشی کوئی جنی کوئی سودائی

انتخاب دیوان رضوی

تم جو دن عید کے غیروں کے گلے یار لگے — ہم پھرے روتے ہر اک کی در و دیوار سے لگے
میں تری تیغ تلے سر کو دھرے ہوں قاتل — اور تو چاہتا ہے کہ جلاد کی تلوار سے لگے
وقت سرگوشیٔ اغیار جو میں آ پہنچوں — تو بنانے وہیں کچھ بات وہ عیار سے لگے
پردۂ شرم کو کر دور ذرا مڑ کر دیکھ — پیچھے پھرتے ہیں ترے طالب دیدار سے لگے
رنج راحت ہے اب اور درد ہے درماں میرا — کیوں نہ کافور مجھے مرہم زنگار سے لگے
کر سپرد انکو بھی تو دستِ جنوں کے ناصح — ہیں گریباں میں ثابت جو کئی تار سے لگے
اک غزل اور بھی پُر درد سی کہیئے رضوی — اپنے تو جی کو نہ یہ آپکے اشعار سے لگے
منع مت کیجیو جب مجھسے وہ قاتل لپٹے — اس بہانے تو گلے سے دلِ بسمل لپٹے
ہے بجا کہیئے اگر عقدِ ثریا ان کو — ہیں جو باہم ترے رخسار پہ یہ تل لپٹے
چہرے سے نقاب دور کیجیے — یہ شرم و حجاب دور کیجیے
کھیلوں کی اُسکے گھر میں جو تنہائی بھری گئی — شاید کہ اُسکے آج دیوالی بھری گئی

غزل جناب میان سید حسین احمد صاحب بیباک

تم سامنے ہو اور مجھے کچھ خبر نہ ہو
آنکھیں بھی [illegible] ذوق نظر نہ ہو

یون دل کے حال زار پہ ٹکڑے جگر نہ ہو
اس بےکسی سے خون تمنا اگر نہ ہو

کوچہ مین ان بتون کے ٹھکانا نہین کاہے
جب کا کہین خدا کی خدائی مین گھر نہ ہو

اے دل ابھی تو اُس بت کافر کے عشق مین
ایسی ہی ایک رات [illegible] جس کی سحر نہ ہو

آخر یہ بات کیا ہے کہ فریاد غیر سے
تم پر اثر تو ہو مرے دلبر اثر نہ ہو

ہم نامراد نالہ کرین کس اُمید پر
تاثیر بھی جو حاصل درد جگر نہ ہو

کھاتے ضرور رحم جو بیکس وہ جانتے
اب بھی ہمارے نالۂ دل نوحہ گر نہ ہو

بیباک آپ صبر تو الفت مین کیجیے
وہ بھی ہے کوئی حال جو نوع دگر نہ ہو

غزل حضرت تپش بہاری

ابھی کہان ہے تماشا نظر کے اضطراب کا
تو بے نقاب اور بھی نقاب [illegible]

دم اخیر تک رہی نظر مین شکل آشیان
ستم تو یہ کہ دیکھنا قفس مین ہے خواب کا

ابھی نظام ہے وہی ابھی جہان ہے برقرار
سرک نہ جائے چہرے [illegible] نقاب کا

اب آچکا ہے لب پہ دم دکھا جمال منہ نہ پھیر
کہ آج قصہ ختم ہے مرے ترے حجاب کا

تمام عمر رو دیے ہین بڑے ہی بدنصیب ہیں
وہی ہے حال تپش کا جو حال ہے سحاب کا

غزل حسرت موہانی

(منقول از اردوئے معلی)

وہ بھی کیا دن تھے کہ تو جلوہ فراموش تھا
[illegible] مجھے تیری سوا ہوش نہ تھا

کس قدر عام بھی ارزانی مے کی شہرت
عہد رعنائی مین تھا کون جو مدہوش نہ تھا

اور بھی سب کو دکھائی تری صباحت کی بہار
بعد تیرے وہ [illegible] غم مین [illegible] ہوش نہ تھا

شام گیسو بھی تری تھی سبب غفلت دل
مین فقط منتظر صبح بناگوش نہ تھا

پیرہن کوئی اتارا انہون نے حسرت
وہ کہ خوشبوئے محبت [illegible] ہم آغوش نہ تھا

تنقید رسائل و کتب

(۱) **باقیات فانی** یعنی مجموعۂ غزلیات فانی بدایونی مجلد حجم ۲۰۰ صفحے قیمت فی جلد عہ ـ
مصنف یعنی شوکت علی خاں صاحب فانی وکیل آٹاوہ سے طلب کرنا چاہیئے۔ حضرت فانی کا شمار دور حاضر کے بہترین شعرا میں کیا جاتا ہے۔ اور بجا طور پر کیا جاتا ہے۔ ثبوت کیلئے دو چار شعر ملاحظہ طلب ہیں۔

حجاب اگر من و تو کا نہ درمیان ہوتا ـــــ پیام حسن محبت کی داستان ہوتا
اب لب پہ وہ ہنگامۂ فریاد نہیں ہے ـــــ اللہ ری تری یاد کہ کچھ یاد نہیں ہے
بجلیاں ٹوٹ پڑیں جب وہ مقابل سے اٹھا ـــــ مل کے پلٹی تھیں نگاہیں کہ دھواں دل سے اٹھا

(۲) **نقش ارژنگ** یعنی مجموعۂ غزلیات چودھری جلال الدین صاحب اکبر علیوالی حجم ۱۲۰ صفحے قیمت ۸؍ محمد اسمعیل خان صاحب نعیم مالک رسالہ ہزار داستان لاہور سے مل سکتا ہے۔ اکبر اور ان کے استاد سید عابد علی صاحب عابد لاہوری نو دن پیروی از مومن و نسیم کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالے کامیاب کرے۔ فقیر کے نزدیک اکبر نے اپنے کلام کی اشاعت میں جلدی سے کام لیا۔ ابھی کچھ دن اور صبر کرتے تو بہتر ہوتا۔

(۳) **وشکنیت و شکنتلا** معروف بہ مثنوی سحر از اقبال ورما صاحب سحر ہتگامی۔ کالیداس کے مشہور ناٹک شکنتلا کا یہ دلچسپ ترجمہ مترجم (بذریعہ بابو ہردے رام۔ ایم۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی وکیل فتحپور ہسوہ) سے مل سکتا ہے۔ قیمت درج نہیں ہے غالباً ۸؍ ہوگی۔

(۴) **پس پردہ** یعنی مجموعۂ مضامین جناب آغا حیدر صاحب دہلوی مرتبہ مولوی عبد الباسط صاحب ایم۔ اے علیگ حجم تقریباً ۲۰۰ صفحے قیمت عہ ملنے کا پتہ حضرت مولف یعنی مولوی عبد الباسط فیلو مسلم یونیورسٹی علیگڈھ۔ جن لوگوں کو دہلی کی بہترین نسوانی زبان کا نمونہ دیکھنا ہو وہ اس کتاب کو ضرور منگا کر پڑھیں۔

(۵) **تہذیب الاطفال** یعنی بچوں کی تربیت کیلئے کارآمد نصیحتوں کی اردو زبان میں ایک دلنشین مثنوی مولوی محمد کاظم حسین صاحب رحمتی مدرس ہائی اسکول سرائےگنج بنگال۔ حجم ۳/۴ جز قیمت فی جلد ۵؍ مثنوی بیشک اس قابل ہے کہ مدارس بنگال و ہندوستان کے نصاب میں داخل کیجائے۔